ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.1.2025

غزوات وسرایا میں مالِ غنیمت اور خمس کی تقسیم: سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں مطالعہ

Distribution of Spoils of War and Khums during Battles and Expeditions: A Study in the Light of the Prophetic Biography

Muhammad Usman Zakariya
MPhil Islamic Studies (Specialization in Islamic Economics),
Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Visiting Lecturer, University of Agriculture Faisalabad (Sub-Campus Okara),
Okara, Pakistan.
Email: usmanrnk302@gmail.com
Dr. Muhammad Asim Shahbaz
Department of Related Sciences, University of Rasul, Mandi Bahauddin, Pakistan.
Email: amasimshahbaz8@gmail.com
Dr. Muhammad Javed Iqbal *(Corresponding Author)*
Lecturer, Centre for Languages and Translation Studies, University of Gujrat, Gujrat, Pakistan.
Email: dr.javediqbal188@gmail.com

Abstract

The life of Prophet Muhammad (peace be upon him) provides comprehensive guidance for all dimensions of human conduct, including military affairs and financial regulations related to warfare. One of the most significant aspects of Islamic military finance is the system governing the distribution of spoils of war (Ghanīmah) and the allocation of Khums. Spoils of war constitute an incidental source of income lawfully acquired during armed conflict, and Islam introduced a just and well-defined framework for their distribution. This study examines the principles of distributing spoils of war and Khums during the Ghazawāt and Sarāyā in the light of the Prophetic biography. It highlights that before the revelation of detailed Qur'anic injunctions, the spoils of the Battle of Badr were distributed equally among the participants. Subsequently, the Qur'an established a permanent and binding system through Surah al-Anfāl (41), mandating that one-fifth of the spoils be allocated for Allah, His Messenger, close relatives, orphans, the needy, and travelers, while the remaining four-fifths be distributed among the fighters. The study emphasizes that the shares fixed by divine command cannot be altered by any ruler or military commander. By analyzing Qur'anic verses and Prophetic practices, this research demonstrates that the Islamic system of distributing spoils ensured justice, transparency, and morale among the combatants, while simultaneously strengthening the financial structure of the early Islamic state. The study concludes that this Prophetic model remains a valuable reference for Islamic military ethics and public finance.

Key Words :*Spoils of War, Khums, Ghazawāt and Sarāyā, Prophetic Biography, Islamic Military Finance, Qur'anic Injunctions, Distribution of Wealth*

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

تعارفِ موضوع

سیرتِ نبوی ﷺ اسلامی شریعت کا عملی نمونہ ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ غزوات و سرایا کے دوران حاصل ہونے والا مالِ غنیمت اسلامی مالیات کا ایک اہم مگر اتفاقی ذریعہ تھا، جس کی تقسیم کے لیے اسلام نے واضح، منصفانہ اور اخلاقی اصول متعین کیے۔ جاہلیت کے دور میں غنیمت پر طاقتور افراد قابض ہو جاتے تھے، لیکن اسلام نے اس رویے کو ختم کر کے عدل و مساوات کا نظام قائم کیا۔

ابتدائی طور پر جنگِ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے مالِ غنیمت کو مجاہدین میں برابر تقسیم فرمایا۔ بعد ازاں قرآنِ کریم نے سورۂ انفال کی آیت 41 کے ذریعے خمس کا مستقل نظام مقرر کر دیا۔ اس کے مطابق مالِ غنیمت کے پانچ حصے کیے گئے، جن میں ایک حصہ بیت المال اور مستحق طبقات کے لیے مخصوص ہوا، جبکہ باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جاتے تھے۔ زیرِ نظر مطالعہ میں غزوات و سرایا کے دوران مالِ غنیمت اور خمس کی تقسیم کے شرعی احکام کو سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے، تاکہ اسلامی عسکری اور مالی نظام کی حکمت کو واضح کیا جا سکے۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں مالِ غنیمت اور خمس کی تقسیم کا نظام

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ ہر پہلو سے اہل ایمان کے لیے راہ مستقیم پر گامزن ہونے کا بہترین ذریعہ ہے، جس سے مالِ غنیمت کے مصارف، خمس کی تقسیم کا طریقہ کار نیز پیادہ و مجاہدین کے حصوں کی تقسیم میں رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ مال غنیمت در اصل ایک اتفاقی آمدنی ہے جو میدان جنگ میں کفار سے بزور قوت حاصل ہوتی ہے۔ غنیمت کے مصارف قرآن کریم کی نص سے ثابت ہیں اور انہیں میں ہی اس کی تقسیم ہو گی۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

أحل لي المغنم ولم يحل لأحد كان قبلي

غنائم میرے لیے حلال کیے گئے اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کیے گئے۔[1]

غنیمت کے بارے خدائی تفصیلی ہدایات آنے سے قبل نبی کریم ﷺ نے بدر کی غنیمت کو تمام میں برابر برابر تقسیم کر دیا تھا۔[2] لیکن جنگ بدر کے بعد قرآن کے حکم کی تعمیل میں حضور اکرم ﷺ اس کے پانچ حصے کرتے تھے۔ اس میں سے چار حصے تو شرکائے جنگ میں تقسیم فرما دیتے تھے اور ایک حصہ بیت المال کے لئے محفوظ رکھا کرتے تھے، جسے اصطلاحاً خمس کہتے ہیں، جس کے حصے اللہ کریم نے قرآن کریم میں متعین کر دیے ہیں، جن میں حاکم یا سپہ سالار رد و بدل یا کمی و بیشی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

واعلموا انما غنمتم من شئ فأن لله خمسه وللرسول ولذى القربى واليتى والمسكين وابن السبيل[3]

---

[1] ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، كتاب الخراج، دار المعرف، بیروت، 1418ھ، ص 215

[2] اسماعیل بن عمر ابن کثیر، السيرة النوبيه، دار المعرف، بیروت، 1976ء، ج2، ص 469

[3] انفال، آیت 41

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سورہ انفال کی درج بالا آیت کی روشنی میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ (خمس) رسول خدا ہونے کی حیثیت سے آپ کی تحویل میں آتا جسے آپ مقررہ حصوں میں تقسیم کرتے اور باقی چار حصے مجاہدین اور غازیوں میں تقسیم کر دیے جاتے۔ گویا مال غنیمت نبی کریم ﷺ کے ہیں کہ ہم اور آپ کے اصحاب کے لئے آمدن کا اہم ذریعہ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے غنائم کے مستحقین کے حصے مقرر کر دیے ہیں، ان حصوں میں اپنی مرضی سے کمی بیشی کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

سلب کی عطا

سلب سے مراد مقتول کا چھینا ہوا مال ہے یعنی کوئی شخص کسی مشرک کو تن تنہا قتل کر دے تو اس مشرک کا تمام سامان (اسلحہ، گھوڑا وغیرہ) بلا خمس نکالے اسی قاتل کو ملے گا یہ غنیمت کی تقسیم سے پہلے قاتل کو مقتول سے چھینا ہوا مال، سلب دیا جا سکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے جو مال کسی کو انفرادی طور پر، غنیمت کے حصے کے علاوہ عطا کیا کرتے تھے اُن میں سے ایک سلب ہے۔ حضرت عوف بن مالک اور خالد بن ولید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ مقتول کا چھینا ہوا مال قاتل کا ہو گا اور آپ ﷺ نے اس چھینے ہوئے مال کو پانچ حصوں میں تقسیم نہیں فرمایا۔[4] غزوہ حنین کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو قتادہ کو مقتول کا سارا مال عطا کیا جس سے انہوں نے ایک باغ خرید لیا۔[5]

1۔ غزوہ بدر میں حضرت سعد بن ابی وقاص نے سعید بن العاص کو قتل کیا تو نبی کریم ﷺ نے مقتول کا سلب سعد بن ابی وقاص کو عطا کیا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میں نے معرکہ بدر میں سعید بن العاص کو قتل کیا، دوسروں کی روایت میں مقتول عاص بن سعید تھا، اور اس کی تلوار لے لی، یہ "ذوالکتیفہ " کہلاتی تھی۔ اس کی تلوار لے کر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور اس سے پہلے میرے بھائی عمیر بھی قتل ہو چکے تھے۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ تلوار لے جا کر محصل غنیمت کے پاس جمع کرا دو"۔ میں واپس ہو گیا، اس وقت ایک تو میرے بھائی کے قتل ہو جانے اور دوسرا مجھ سے مقتول کی چھینی تلوار لیے جانے سے میرے دل کی جو کیفیت تھی وہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ "سورۃ الانفال" نازل ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ اور اپنی تلوار لے لو۔[6]

2۔ حضرت زبیر نے غزوہ خیبر کے موقع پر ایک شخص کو قتل کیا تو آپ نے مقتول کا سامان جناب زبیر کو عطا کر دیا۔

عن عكرمة، قال: بارز الزبير رجلا فقتله، فنفله رسول الله صلى الله عليه وسلم السلب[7]

---

[4] ابو سلیمان بن الاشعث، سنن ابو داؤد، مکتبہ العصریہ، بیروت، حدیث 2721

[5] امام بخاری، صحیح البخاری، کِتَاب فَرْضِ الْخُمُسِ، بَابُ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِينَ، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2001ء، حدیث 3142، ج4

[6] عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہ، المصنف، مکتبہ الرشد، ریاض، 1409ھ، حدیث 33085

[7] ابو عبید، کتاب الاموال، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، س ن، ج 1، ص 389

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ترجمہ

حضرت عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زبیر نے ایک شخص سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس مقتول کا سامان انہیں بطور نفل دے دیا۔

3۔ حضرت سلمہ بن اکوع غزوہ حنین کے موقع پر ایک آدمی کو قتل کیا تو آپ ﷺ نے اس کا سامان بھی سلمہ بن اکوع کو عطا کرنے کا حکم دیا جیسا کہ درج ذیل روایت اس پر دلالت کرتی ہے:

عن إياس بن سلمة بن الأكوع. عن أبيه، أنه «غزا هوازن مع رسول الله فقتل رجلا فجعل النبي صلى الله عليه وسلم له سلبه أجمع»[8]

ترجمہ

حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوازن پر حملہ کیا اور ایک شخص کو قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس مقتول سے چھینا ہوا سارا مال انھی کو دے دیا۔

4۔ نبی کریم ﷺ نے جن اصحاب کو "سلب "عطا فرمایا، ان میں حضرت ابو طلحہ کا نام بھی شامل ہے۔ اکیلے حضرت ابو طلحہ نے حنین کے روز میں اکیس افراد کو قتل کیا تو آپ ﷺ نے تمام مقتولین کا سامان ابو طلحہ کو عنایت کر دیا۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ اس روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من قتل رجلا فله سلبه. قال: فقتل أبو طلحة عشرين رجلا، وأخذ أسلابهم[9]

ترجمہ

امام ابن زنجویہ کی روایت میں حضرت ابو طلحہ کے ہاتھوں مقتولین کی تعداد 21 بیان ہوئی ہے۔[10] البتہ بعض اوقات آپ ﷺ نے سلب کی عطا کو امام اور سپہ سالار کی صوابدید پر چھوڑا ہے، اگر وہ سمجھے کہ سلب بہت قیمتی اور مہنگی چیز ہے اور وہ تقسیم نہ کرنا چاہے تو یہ بھی اسوہ رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ امام ابوداؤد نے اس پر عنوان" باب في الامام يمنع القاتل السلاب ان راى "باب قائم کیا ہے اور ذیل کی روایت لے کر آئے ہیں۔

حضرت عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک "مددی "نے رومی کو قتل کر دیا اور اُس کا گھوڑا اور ہتھیار لے لیا۔ مسلمانوں کو فتح ملنے کے بعد خالد بن ولید ان سے کچھ سامان لے لیا۔ عوف کہتے ہیں: تو میں خالد کے پاس آیا اور میں نے کہا: خالد! کیا تم نہیں جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے قاتل کے لیے سلب کا فیصلہ کیا ہے ؟ خالد نے کہا: کیوں نہیں، میں جانتا ہوں لیکن میں نے اسے زیادہ سمجھا، تو میں نے کہا: تم یہ سامان اس کو دے دو، ورنہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس معاملہ کو ذکر کروں گا، لیکن خالد نے لوٹانے سے انکار کیا۔ عوف کہتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھا ہوئے تو میں نے آپ

---

[8] ابو عبید، کتاب الاموال، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، س ن، ج 1، ص 390

[9] البیھقی، السنن الكبرى للبيقى، کتاب دلائل النبویہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1424ھ، جلد 5، ص 150

[10] حمید بن مخلد ابن زنجویہ، کتاب الاموال، مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الإسلامیۃ، الریاض، 1406ھ، ج 2، ص 686

سے مددی کا واقعہ اور خالد کی سلوک بیان کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید سے اس بارے استفسار فرمایا تو خالد گویا ہوئے: اللہ کے رسول ﷺ! میں نے مال کو زیادہ جانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خالد! تم نے جو کچھ لیا تھا واپس لوٹا دو۔ عوف کہتے ہیں میں نے کہا: خالد! کیا میں نے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا نہ کیا؟ تو رسول ﷺ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ عوف کہتے ہیں: میں نے وہ سارا قصہ آپ کو بتایا۔ عوف کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غصہ ہو گئے، اور فرمایا: خالد! واپس نہ دو، کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میرے امیروں کو چھوڑ دو کہ وہ جو اچھا کام کریں اس سے تم نفع اٹھاؤ اور بری بات ان پر ڈال دیا کرو۔[11]

نفل کا حصہ دینا

مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے آپ ﷺ جو مال کسی صحابی کو عطا کرتے اس میں سے "نفل" بھی تھا۔ مقررہ حصہ یا فرض سے زائد کو "نفل" کہتے ہیں، فرض کے علاوہ نماز کو بھی اسی لیے نفل نماز کہا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

ومن اللیل فتھجد بہ نافلتہ لک[12]

اور رات کی نماز سے تہجد کا اہتمام کیجیے وہ آپ کے لیے نافلہ ہو گی"۔

مال غنیمت میں سے کسی کو اُس کے حق زیادہ کچھ عطا کر دینا بھی نفل کہلاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی کہ کوئی لشکر کسی معرکہ کے لیے جائے، ان میں سے ایک چھوٹا گروہ دائیں بائیں کی خبر لانے کے لیے بھیج دیا جائے، وہاں ان کا دشمن کی جماعت سے مقابلہ ہونے کے بعد جو مال ہاتھ آئے، اس میں سے خمس نکال کر باقی میں سے اس قافلہ کے شریک افراد کو نفل دینا درست عمل ہے اور پھر باقی غنیمت کو متعین حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

سیرت طیبہ سے اس کی متعدد نظیریں ملتی ہیں۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریہ کی جانب بھیجا، ہمیں بہت سے اونٹ ملے، ایک ایک اونٹ ہم میں سے ہر شخص کو بطور انعام دیا گیا، پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے ہمارے غنیمت کے مال کو ہم میں تقسیم کیا، تو ہر ایک کو ہم میں سے خمس کے بعد بارہ بارہ اونٹ ملے، اور وہ اونٹ جو ہمارے سردار نے دیا تھا آپ ﷺ نے اس کو حساب میں شمار نہ کیا اور نہ ہی آپ نے اس سردار کے عمل پر طعن کیا۔[13]

دوسری روایت کے الفاظ ہیں: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ مسجد کی جانب بھیجا، جس میں عبد اللہ بن عمر بھی تھے، انہیں اپنے حصے کے بارہ اونٹ ملے، اور ایک، ایک اونٹ ہم میں سے ہر شخص کو بطور نفل (انعام دیا گیا)۔ نبی کریم میں ہم نے اس عمل کو تبدیل نہ فرمایا۔[14]

---

[11] ابو سلیمان بن الاشعث، سنن ابو داؤد ،مکتبہ العصریہ، بیروت، حدیث 2719

[12] آلاسراء، آیت 79

[13] ابو سلیمان بن الاشعث، سنن ابو داؤد ،مکتبہ العصریہ، بیروت، حدیث 2743

[14] ابن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس آکیڈمی، کراچی، س ن، ج4، ص 109

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ امیر لشکر کو نبی کریم ﷺ نے اپنا نائب "بنا کر بھیجا تھا، اس لیے امیر نے حق خاص استعمال کرتے ہوئے آپ کے پاس آنے سے قبل ہی مجاہدین صحابہ میں "نفل" کا حصہ تقسیم کر دیا تھا۔[15]

امام ابوعبید، ابن زنجویہ اور سنن ابی داوٗد کی ایک روایت میں تصریح ہے کہ آپ ﷺ نے خود اُن کو نفل میں سے ایک ایک اونٹ عطا کیا تھا۔[16]

گویا مجاہدین کو محاذ کو فتح اور دشمن کو شکست سے دوچار کرنے پر اضافی نفل "عطا کرنا نبی کریم صلی علیہ ظلم کی سیرت طیبہ سے ثابت ہے۔

غنائم میں سے خمس

نبی کریم ﷺ مال غنیمت میں پانچواں حصہ (خمس) الگ کر کے باقی چار حصے شرکائے جنگ یعنی مجاہدین اور فوجیوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ "خمس " کے حصوں میں سے اللہ کا حصہ، نبی کریم ﷺ کا حصہ، آپ کے عزیز و اقارب کا حصہ یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کا حصہ ادا کیا جاتا تھا۔ اسی کی صراحت اللہ کریم نے سورۃ الانفال میں فرمائی ہے:

واعلموا انما غنمتم من شئ فان لله خمسه وللرسول ولذى القربى واليتى والمسكين وابن السبيل[17]

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ مال غنیمت کے پانچ برابر حصے کیے جاتے تھے، ان میں سے چار حصے تو لشکر میں شریک لوگوں کے ہوتے جن کے لڑنے کی وجہ سے وہ غنیمت ملتی اور باقی ایک خمس چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک چوتھائی حصہ اللہ تعالی، رسول ﷺ اور قرابتداروں کا ہوتا۔ قرابتداروں سے مراد رسول اللہ صلی علی کریم کے اقرباء۔ تو اس میں سے جو ربع اللہ تعالی و رسول اللہ ﷺ کا ہوتا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے قرابتداروں کا ہوتا، رسول اللہ ﷺ خود خمس میں سے کچھ نہ لیتے تھے۔ دوسرا ربع حصہ یتیموں کا، تیسرا ربع حصہ مساکین کا اور چوتھا ربع حصہ ابن سبیل کا ہوتا اور اس سے مراد ہے وہ فقیر مہمان جو مسلمانوں کے پاس آتا۔[18]

اللہ تعالیٰ کا حصہ

قرآنِ کریم میں مالِ غنیمت کے خمس میں سے پہلا متعین اور مقرر کردہ حصہ اللہ کریم کا بیان ہوا ہے۔ اللہ کریم کا حصہ اُس کے گھر یعنی بیت اللہ کے لیے خاص ہوتا اور وہ کسی اور مصرف میں خرچ نہیں ہوتا تھا۔ حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله يؤتى بالغنيمة فيضرب بيده فما وقع فها من شيء جعله للكعبة وهو سهم بيت الله عز وجل ثم يقسم ما بقي على خمسة، فيكون للنبي صلى الله عليه وسلم سهم، ولذي القربى ،سهم ولليتامى سهم وللمساكين ،سهم ولابن السبيل سهم، قال: والذي جعله للكعبة هو السهم الذي الله[19]

---

[15] محمد بن عبد الباقی الزرقانی، شرح الزرقاني، دار الکتب العلمیہ، 1996ء، ج3، ص370

[16] ابو سلیمان بن الاشعث، سنن ابو داؤد ، مکتبہ العصریہ، بیروت، حدیث 2745

[17] الانفال، آیت 41

[18] ابوعبید، كتاب الاموال، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، س ن، ج1، ص408

[19] ابوعبید، كتاب الاموال، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، س ن، ج1، ص408

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ کے پاس جب غنیمت لائی جاتی تو آپ ﷺ اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر بھر لیتے اور جو کچھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں آتا وہ کعبہ کے نام کر دیتے، یہ کعبہ کا حصہ ہوتا۔ پھر باقی مال پانچ حصوں میں تقسیم فرماتے تھے۔ ایک حصہ رسول اللہ ﷺ کا، قرابتداروں کے لیے ایک حصہ، یتیموں کے لیے ایک حصہ، مساکین کے لیے ایک حصہ اور ابن سبیل کے لیے ایک حصہ ہوتا۔ جو حصہ آپ ﷺ کعبہ کے لیے نکالتے تھے وہی اللہ کا حصہ ہوتا۔

نبی کریم ﷺ کا حصہ

خمس کے حصوں میں سے ایک حصہ رسول کریم ﷺ کا رکھا گیا ہے۔ آپ اُس حصے کو بھی عام طور پر صحابہ کرام میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی جب حنین سے واپسی ہوئی تو لوگ آپ سے مال کا سوال کرنے لگے، مجبوراً آپ کی اونٹنی کو ایک کے درخت سے لگتے ہوئے گزرنا پڑا، آپ ﷺ کی چادر اس میں الجھ گئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ردوا علي ردائي أتخافون علي البخل ؟ والله لو أفاء الله عليكم مثل سمر تهامة نعما لقسمته بينكم، ثم لا تجدوني بخيلا، ولا جبانا ولا كذابا» فلما كان عند قسم الخمس قام إليه رجل يستحله مخيطا أو خيطا فقال: «ردوا الخيط والمخيط، فإن الغلول عارونار وشنار على أهله ثم رفع وبرة من ذروة بعير فقال: «ما لي مما أفاء الله عليكم ولا مثل هذه إلا الخمس والخمس مردود عليكم[20]

ترجمہ

میری چادر مجھے دے دو، کیا تم میرے بارے بخیلی سے ڈرتے ہو؟ اگر میرے پاس ان کیکر کے درختوں کے برابر بھی اونٹ یا مویشی ہوتے تو میں وہ بھی تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا اور تم دیکھ لیتے کہ۔۔ ایک اونٹ کے پہلو سے اون کا ایک بال لیا اور فرمایا: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں عطا فرمایا ہے، اس میں سے میرے لیے خمس کے علاوہ اتنا بھی جائز نہیں اور خمس بھی پھر تم پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے۔

قرابتداروں (بنوہاشم) کا حصہ

خمس میں سے نبی اکرم ﷺ کے حصے کے ساتھ آپ ﷺ کے قرابتداروں کا حصہ بھی رکھا گیا اور نبی کریم ﷺ قرابت داروں کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ سلیم نے قرابتداروں کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کیا تھا۔ صحیح بخاری میں صراحت ہے کہ غزوہ خیبر کے غنائم کے خمس میں سے نبی کریم ﷺ نے جب "ذوی القربی" کا حصہ عطا کیا تو حضرت عثمان اور جبیر یہ دونوں ہستیاں آپ کے پاس آئیں کہ آپ نے بنو ہاشم اور بنو المطلب کو خمس کا حصہ عطا کیا ہے اور ہمیں محروم کر دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: "انہوں نے مجھے نہ زمانہ جاہلیت میں چھوڑا نہ اسلام میں، بنو ہاشم اور بنو المطلب ایک ہی چیز ہیں۔[21]

[20] بلازری، انساب الاشراف، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، س ن، ج 1، ص 366

[21] امام بخاری، صحیح البخاری، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2001ء، حدیث 4229

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

حضرت جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ذی القربی (رشتہ داروں) کا حصہ بنی ہاشم و بنی المطلب میں تقسیم فرمایا تو میں اور عثمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ جہاں تک بنو ہاشم کا تعلق ہے، ان کے فضل و برتری کا انکار نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ آپ کی وجہ سے انہیں اللہ تعالی نے ایک خاص مقام عطا فرمایا ہے۔ لیکن یہ فرمایئے کہ بنی المطلب میں کون سی خصوصیت ہے کہ آپ نے ان کو تو دیا اور ہمیں محروم کر دیا؟ حالانکہ آپ کی رشتہ داری کے اعتبار سے ہم اور وہ ایک حیثیت رکھتے ہیں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "انہوں نے مجھے نہ زمانہ جاہلیت میں چھوڑا نہ اسلام میں، بنو ہاشم اور بنو المطلب ایک ہی چیز ہیں اور آپ ﷺ نے انگلیوں کو اخل کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔[22]

مقررہ حصہ سے زیادہ عطا کرنے میں نبی کریم ﷺ کا حق خاص (صفی)

نبی کریم ﷺ مال غنیمت کا خمس نکال کر باقی چار حصے مجاہدین اور فوجیوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپ کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مصارف میں کسی کو کمی بازیادتی کرنے کا حق نہیں ہے۔ خود رسالت مآب ﷺ بھی ان حصوں میں ردوبدل نہیں فرماتے تھے۔ امام ابن زنجویہ نقل کرتے ہیں:

عن عبد الله بن شقيق، عن رجل من بلقين أنه أتى النبي بوادي القرى وهو يعرض فرسا قال: قلت: يا رسول الله من هؤلاء الذين تقاتل؟ قال: هؤلاء المغضوب عليهم وهؤلاء النصارى الضالون قال: قلت: فما تقول في الغنيمة؟ قال الله خمسها وأربع أخماسها للجيش؟ قال: فقلت: فهل أحد أحق بها من أحد؟ قال: لا، ولا السهم تستخرجه من جنبك فلست بأحق به من أخيك المسلم[23]

ترجمہ

عبد اللہ بن شقیق بلقین کے آدمی سے روایت کرتے ہیں، جو نبی کریم ﷺ پاس وادی قریٰ میں آئے اور آپ ﷺ تکیہ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ اس شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون ہیں جن سے آپ لڑائی کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "یہ المغضوب علیم (یہود) ہیں اور یہ نصاری (الضالون) ہیں"۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پھر پوچھا: "غنیمتوں میں کیا کچھ ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے لیے پانچواں حصہ اور لشکر کے لیے چار حصے" میں نے کہا: کیا کوئی ایک دوسرے زیادہ حق دار ہو سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، اگر تمہارے پہلو میں کوئی تیر آ کر لگے اور تم اسے نکال لو تب بھی تم اپنے مسلمان بھائی سے اس تیر کے زیادہ مستحق نہ بنو گے۔

غنائم کی تقسیم نص قرآنی اور سیرت طیبہ سے ملنے والی رہنمائی کی روشنی میں کی جائے گی، جس کے مطابق غنائم کے حصے مقرر ہیں۔ جہاں تک نبی کریم ﷺ کا کچھ صحابہ کو طے شدہ حصہ سے زیادہ عطا کرنے کا معاملہ ہے تو وہ آپ ﷺ کا ذاتی امتیاز ہے، جو آپ کے بعد کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

---

[22] واقدی، کتاب المغازی، مترجم، مولانا افتخار احمد، ج2، ص696 Adbeislami.offical

[23] بلازری، انساب الاشراف، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، س ن، ج 1، ص352

غنائم کی تقسیم سے پہلے نبی ﷺ بعض لوگوں کو عطا کرتے تھے جو دیگر خصائص نبوی کی طرح رسول اللہ ﷺ کی خصوصی حیثیت اور امتیاز ہے۔[24]

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین سے حاصل شدہ غنیمتیں تقسیم فرمائیں تو اقرع بن حابس کو سو اونٹ اور عیینہ بن حصن کو سو اونٹ دیے۔[25]

بنو نضیر کے کھیتوں اور باغات کی جب تقسیم ہوئی تو انصار کے صرف دو افراد سماک بن خرشہ (حضرت ابو دجانہ) اور سہل بن حنیف کو غریب ہونے کی وجہ سے اس مال غنیمت یا فئے میں سے حصہ ملا تھا کیونکہ وہ اپنے باغات نہیں رکھتے تھے باقی سب کا سب مہاجرین میں ہی تقسیم ہوا تھا۔[26] اسی طرح آپ نے حضرت سلمہ بن اکوع کو سوار کا حصہ عطا فرمایا حالانکہ وہ پیادہ تھے:

حدثني عبد الرحمن بن مهدي، عن عكرمة بن عمار، عن إياس بن سلمة بن الأكوع، عن أبيه سلمة بن الأكوع: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطاه سهم الفارس والراجل وهو على رجليه، وكان استنقذ لقاح رسول الله ، وقال : خير فرساننا أبو قتادة وخير رجالتنا سلمة[27]

ترجمہ

حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سوار کا حصہ بھی دیا اور پیادہ کا بھی، حالانکہ وہ پیادہ تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیوں کو دشمن کے ہاتھوں سے نکال لیا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا: " ہمارے سواروں میں سب سے بہتر ابو قتادہ اور ہمارے پیادوں میں سب سے بہتر سلمہ ہیں۔

غنیمت میں غلاموں کا حصہ

مال غنیمت میں سے غلاموں کا حصہ مقرر تو نہیں ہے البتہ نبی کریم ﷺ نے غلاموں کو ویسے کچھ سامان عطا کر دیتے جیسے حضرت عمیر کو غنائم خیبر میں سے عطا فرمایا۔ امام ابن زنجویہ مرقوم ہیں:

أنا أبو نعيم، ثنا هشام بن سعد، عن محمد بن زيد بن مهاجر عن عمير مولى ابن أبي اللحم أو أبي اللحم قال: جئت إلى النبي صلى الله عليه وسلم بخيبر وعنده الغنائم وأنا عبد مملوك, فقلت: يا رسول الله أعطني، قال: «تقلد هذا السيف» فتقلدت السيف فوقع في الأرض، فأعطاني من خرثي المتاع[28]

---

[24] ابوعبید، كتاب الاموال، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، س ن، ج1، ص406

[25] ابوعبید، كتاب الاموال، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، س ن، ج1، ص183

[26] بلاذری، فتوح البلدان، مکتبہ الھلال، بیروت، 1412ھ، ص29

[27] ابن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس آکیڈمی، کراچی، س ن، ج4، ص229

[28] حمید بن مخلد ابن زنجویہ، كتاب الاموال، مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الإسلامیۃ، الریاض، 1406ھ، ج2، ص542

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.8. No.1.2025

ترجمہ

آبی اللحم غفاری کے آزاد کردہ غلام حضرت عمیر کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں آیا اور آپ ﷺ کے پاس غنائم تھے اور میں اس وقت غلام تھا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی (مال غنیمت میں سے) عطا کر دیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تلوار لو اور اسے باندھ لو، اس کے علاوہ آپ ﷺ نے مجھے کچھ معمولی سامان عطا فرمایا۔

امام ابو یوسف اور ابو عبید کی روایت سے صراحت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عمیر کو سامان اُن کی شرکت کے سبب دیا تھا۔ حضرت عمیر جو آبی اللحم غفاری کے آزاد کردہ غلام ہیں، کہتے ہیں: میں معرکہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور میں اس وقت غلام تھا۔ پس جب آپ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تو مجھے ایک تلوار دی اور فرمایا: اسے باندھ لو، اور بھی مجھے کچھ معمولی سامان عطا فرمایا اور میرا حصہ مقرر نہیں فرمایا۔[29]

عہد نبوی میں بیت المال کی تاریخ

بیت المال کی بنیاد تو عہد نبوی میں ہی پڑ چکی تھی جب آپ ﷺ نے بحرین، یمن اور عمان سے آنے والی خراج اور جزیہ کی رقم کو فقراء اور دیگر صحابہ کرام میں بانٹ کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ اسلام کی مالیاتی پالیسی کا اصل مقصد غربت وافلاس کے خاتمہ کے ساتھ معاشی خوشحالی ہے۔ مؤرخین کے مطابق ان دنوں جزیہ، خراج اور دیگر ذرائع سے ہونے والی آمدنیوں کو عہد نبوی ﷺ کے صحن میں رکھ دیا جاتا تھا اور پھر یہ مستحقین میں تقسیم کر دی جاتی تھی۔ عہد نبوی میں اگر کوئی بڑی رقم آئی تو وہ بحرین کا آٹھ لاکھ درہم کا خراج تھا لیکن آپ ﷺ نے کل رقم کو ایک ہی جلسہ میں تقسیم فرما دیا۔[30]

بحرین کے آٹھ لاکھ درہم کے خراج کی آمد اور تقسیم کا صحابہ کرام کو بڑا انتظار تھا اسکی آمد پر صحابہ کرام بے حد خوش ہوئے۔ محدثین کرام نے کتب احادیث میں اس خراج کی رقم کی آمد، صحابہ کرام کے انتظار اور خوشی کے واقعات کو نقل کیا ہے۔

عن عمرو بن عوف الانصارى، وهو حليف لبني عامر بن لؤي، وكان شهد بدرا أخبره ان رسول الله ﷺ بعث أبا عبيدة بن الجراح الى البحرين يأتي يجزيتها، وكان رسول اللهﷺ ما هو صالح أهل البحرين وأمر عليهم العلاء بن الحضرمي فقدم أبو عبيدة بمال من البحرين فسمعت الانصار بقدوم أبي عبيدة فوافت صلاة الصبح مع النبي عالية فلما صلى بهم الفجر اتصرف فتعرضوا له فتبسم رسول الله حين راهم و قال : أظنكم قد سمعتم أن أبا عبيدة قد جاء بشيء ؟ قالوا : أجل يا رسول الله قال فأبشروا وأملوا ما يسركم، فوالله لا الفقر أخشى عليكم ولكن أخشى عليكم أن تبسط عليكم الدنيا كما بسطت على من كان قبلكم فتنا فسوها كما تنافسوها وتهلككم كما أهلكتهم.[31]

---

[29] ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، كتاب الخراج، دار المعرف، بیروت، 1418ھ، ص 217

[30] شبلی نعمانی، **الفاروق**، ادارہ تصنیفات اشرافیہ، لاہور، 2009، ص 204

[31] البخاری، صحيح البخاری، کتاب الجزیہ، حدیث 3158

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.8. No.1.2025

ترجمہ:

حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور جنگ بدر میں شریک تھے، آپ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو بحرین سے (اہل کتاب سے) جزیہ کی وصولی کے لئے بھیجا تھا، رسول اللہ ﷺ نے بحرین کے لوگوں سے صلح کی تھی اور ان پر العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا تھا، جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین کا مال لے کر آئے تو انصار کو بھی معلوم ہوا کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ آگئے ہیں، چناچہ فجر کی نماز سب حضرات نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھی، جب نماز رسول اللہ ﷺ پڑھا چکے تو لوگ آپ ﷺ کے سامنے آئے رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصار نے عرض کیا جی ہاں، یا رسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں خوش خبری ہو، اور اس چیز کے لئے تم پر امید رہو جس سے تمہیں خوشی ہو گی لیکن خدا کی قسم، میں تمہارے بارے میں محتاجی اور فقر سے نہیں ڈرتا، مجھے خوف ہے تو اس بات کا کہ دنیا کے دروازے تم پر اس طرح کھول دیئے جائیں گے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کھول دیئے گئے تھے اور پھر جس طرح انہوں نے اس کے لئے منافست کی تھی تم بھی اس میں پڑ جاؤ گے اور یہی چیز تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کر دے گی جیسے تم سے پہلی امتوں کو اس نے ہلاک کیا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیت المال میں عہد نبوی میں سب سے بڑی رقم یہی بحرین کے آٹھ لاکھ درہم کی آمدنی تھی جس کا اصحاب رسول ﷺ کو بھی بے چینی سے انتظار تھا۔ اسی طرح خراج اور جزیہ وغیرہ کی رقم بھی رسول اکرم مسجد نبوی میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عہد نبوی میں بیت المال یا سرکاری خزانہ کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کیونکہ جو کچھ بھی آپ ﷺ کے پاس آتا آپ ﷺ اسے بغیر روکے یا جمع کئے مستحقین میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اس ضمن میں علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ

لم يكن بيت المال معروفاً عند العرب في عصر الجاهلية أو عصر الرسول (مكة) و أبي بكر رضى الله عنه ، حيث ان الدولة في بدء تكوينها مع قلة الموارد ضعف الايرادات و ان سياسة الرسول (ة) كانت تقضى بتوزيع المال بغوره ان جاء غدوة لم ينتصف النهار أو عشيته لم بيت حتى يقسمه[32]

ترجمہ

عہد جاہلیت کے عرب بیت المال (یعنی سرکاری خزانہ) کے نام سے آگاہ نہیں تھے۔ رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر کے دور میں بیت المال کی عمارت کا وجود نہیں تھا، کیونکہ وہ وقت اسلامی ریاست کے آغاز کا وقت تھا۔ مالیات کے وسائل کم تھے اور آمدنی بھی تھوڑی تھی۔ لہذا آپ ﷺ کے پاس جو مال بھی آتا آپ ﷺ اسے فوراً تقسیم فرما دیتے صبح آتا تو دو پہر نہ ہونے دیتے اور شام کو آتا تو رات نہ ہونے دیتے یہاں تک کہ بغیر تقسیم کیے آپ گھر نہ جاتے۔

[32] الذہبی، دول الاسلام فی التاریخ، دائرۃ المعارف، ہند، 1337ھ، ج1، ص8

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی تحقیق ہے کہ مسجد نبوی ﷺ کا ایک حجرہ تھا جو اس کام (یعنی بیت المال کی عمارت) کے لئے مخصوص تھا جس میں تالا بھی پڑا رہتا تھا۔ اور وہ حضرت بلال کی نگرانی میں رہتا تھا اور اس میں سرکاری رقم اور سرکاری ملکیت کی چیزیں رکھی جاتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ پہلا بیت المال تھا اور حضرت بلال پہلے وزیر خزانہ تھے اور جو کہ مؤذن بھی تھے۔[33] اس بات کی تائید ابن قیم جوزی کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔

كان بلال على نفقاته [34]

ترجمہ:

حضرت بلال آپ ﷺ کے اخراجات کے نگران تھے۔

مذکورہ بالا حقائق کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ عہد نبوی ہے میں بھی بیت المال کی عمارت کا ابتدائی وجود رہتا ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں اراضی غنیمت کی آمدنی

چند اراضی کا مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے جو کہ عہد نبوی ہے، بیت المال یا سرکاری خزانہ کا مستقل ذریعہ آمدن بنیں۔

فدک کی اراضی

عہد نبوی ﷺ میں فدک کی اراضی اسلامی ریاست کی مستقل آمدنی کا ذریعہ بنی۔ یہ زمین اپنی زرخیزی اور پیداوار کے لئے مشہور تھی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے کہ خیبر کی فتح سے فارغ ہوئے تو فدک کی طرف توجہ فرمائی۔ وہاں کے آباد یہودیوں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنے آدمیوں کو بیج کر معاملہ اس طرح طے کیا کہ ان کی جان بخشی ہو جائے اور ان کی زمینوں اور (باغات) کا نصف حصہ پیداوار کا انہیں مل جائے اور نصف حصہ رسول اکرم ﷺ لے لیں۔ آپ ﷺ نے ان کی پیشکش منظور فرمائی اور اس طرح سے فدک کی اراضی بیت المال کی آمدنی کا موثر ذریعہ بنی جسے رسول اکرم ﷺ مصالح عامہ کے لئے استعمال فرمایا کرتے تھے۔[35]

خیبر کی پیداوار کی آمدن

عہد نبوی ﷺ میں خیبر کی اراضی بھی اسلامی ریاست کی مستقل آمدنی کا اچھا ذریعہ تھی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا تو وہاں کے رہنے والے یہود کو بیدخل اور جلاوطن کرنے کی بجائے انہیں وہاں رہنے کی اجازت اس شرط پر عنایت فرمائی کہ وہ خیبر کی زمین کاشت کریں گے اور تمام زرعی پیداوار (پھل اور اناج) کا نصف مسلمانوں کے بیت المال کے لئے ہوگا۔ دراصل اس میں حکمت یہ تھی کہ اصحاب رسول ﷺ کو کاشت کاری کا

---

[33] حمید اللہ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 2003ء، ص212

[34] ابن قیم، زاد المعاد، مکتبہ المنار اسلامیہ، کویت، س ن، ج 1، ص124

[35] ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، دار المعرف، بیروت، 1418ھ، ص98

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

تجربہ نہیں تھا اور اُن کے پاس اس کام کے وقت بھی نہیں تھا۔ لہذا پیغمبر اسلام نے وہاں کے آباد کاروں سے معاہدہ کر لیا۔ اس معاہدہ کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ یہ معاہدہ اس وقت تک رہے گا جب تک آپ ﷺ چاہیں گے۔[36]

وادی القری کی آمدن

عہد نبوی ﷺ میں وادی القری کی اراضی بھی اسلامی ریاست کی آمدنی کا اچھا ذریعہ تھی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے فدک کے بعد وادی القری کو فتح کیا۔ یہودی تیما اور خیبر کے درمیان ایک نو آبادی تھی جسے اسلام سے پہلے یہودیوں نے آباد کر رکھا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان یہودیوں سے کہا کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کا جان و مال محفوظ رہے گا مگر انہوں نے مقابلہ کو ترجیح دی اور پھر مقابلہ ہوا۔ اس مقابلہ میں حضرت زبیر بن عوام نے بہادری کے جوہر دکھائے اس میں بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ تاہم اس مقابلہ کے بعد یہودیوں کی زمینیں اور باغات انہی کے قبضہ میں رہنے دیا گیا اور نصف حصہ پیداوار پر صلح کا معاہدہ طے پا گیا۔[37]

تیما کی آمدن

عہد نبوی میں تیما کی اراضی بھی اسلامی ریاست کی مستقل آمدنی کا ذریعہ بنی۔ یہ علاقہ وادی القری اور شام کے درمیان کے ایک قصبہ کا نام ہے۔ جب اہل تیما نے دیکھا کہ اہل فدک، اہل خیبر اور وادی القری والوں نے پیغمبر اسلام ﷺ سے مصالحت کر لی ہے تو انہوں نے بھی اپنی بھلائی مصالحت میں ہی سمجھی۔ ان کا مال و جائیداد انہی کے قبضہ میں رہا۔ البتہ پیداوار کا نصف دیا کرتے تھے۔[38]

نتیجہ

اس تحقیقی مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے غزوات و سرایا میں حاصل ہونے والے مالِ غنیمت کی تقسیم کے لیے ایک منظم، شفاف اور عادلانہ نظام متعارف کرایا۔ نبی کریم ﷺ نے قرآنی احکام کی مکمل پابندی کرتے ہوئے خمس کے نظام کو نافذ فرمایا اور اس بات کو یقینی بنایا کہ ہر مستحق کو اس کا حق ملے۔ اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کے مصارف اور حصص خود مقرر فرمائے، جن میں کسی قسم کی کمی بیشی یا ذاتی رائے کی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ اس منصفانہ تقسیم نے مجاہدین کے حقوق کا تحفظ کیا، لشکر کے نظم وضبط کو برقرار رکھا اور اسلامی ریاست کے مالی استحکام میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ نظام آج بھی اسلامی عسکری اخلاقیات اور مالی نظم کے لیے ایک روشن اور قابلِ تقلید نمونہ ہے۔

---

[36] البلاذری، فتوح البلدان، مکتبہ الھلال، بیروت، 1988ء، ص 36

[37] ابوعبید، کتاب الاموال، مترجم، عبدالرحمن سورتی، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، س ن، ص 74

[38] ابویوسف یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، دار المعرف، بیروت، 1418ھ، ص 34